سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

THE ALHAKAM

QADIAN

اَلحَکَم — ہفتہ وار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم باتو گر آئی چہ اندر قادیاں بینی ÷ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

مدیر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدینۃ المسیح

دارالامن والامان قریۃ المبارک قادیان سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ کو خدا کے فضل کیساتھ شائع ہوتا ہے

نمبر ۲۵/۲۶ | ۱۴/۲۱ جولائی سنہ ۱۹۲۵ء مطابق ۱۵/۲۲ ذوالحجہ سنہ ۱۳۴۳ ہجری | جلد ۲۷

اِن یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ہُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ

پیر جماعت علیشاہ کی قوت استدلال!

اور

انکے نفت جان مریدوں کی گیدڑ بھبکیاں

یَااَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ

پھر دوبارہ آگئی احبار میں رسم یہود
پھر مسیح وقت کے دشمن ہوئے یہ جبہ دار

ناظرین کو ہمارے متواتر اشتہارات سے اچھی طرح واضح ہو چکا ہے کہ ہم نے پیر جماعت علی شاہ صاحب کے چیلنج کو منظور کر کے اُن کی انعامی رقم کسی معتبر بنک میں جمع کرانے کا مطالبہ کیا تھا جس کا پیر صاحب موصوف نے خود کچھ جواب نہیں دیا ہے البتہ ناظم خدام الصوفیہ شہر سیالکوٹ ایک طویل اشتہار جسے ہمارے مطالبہ کا جواب سمجھنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ نہایت غیر مہذب الفاظ میں شائع کیا ہے اور جا بجا اُس اشتہار میں ہمارے پیشوا کے حق میں بہتان اور افترا کیا گیا ہے اور ہمارے مطالبہ کو ٹالنے کے لئے پیر صاحب کی سارہ شیکوں اور کراماتوں کو پیش کرنا شروع کر دیا ہے اور بڑے فخر سے ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا احمدی جماعت تو انکی تحدیوں کو توپ کا گولہ سمجھتے ہوئے مقابلہ سے گریز کر چکی ہے ورنہ پیر صاحب موصوف تو ماشاء اللہ ہزاروں روپیہ کئی بار انعام مقرر کر چکے ہیں۔ چونکہ ہمارے سابق اشتہار میں پیر صاحب کے دوسرے چیلنج کو بھی منظور کر لیا گیا ہے اور پیر صاحب سے بجائے دس ہزار جمع کرانے کے پندرہ ہزار دوسرا مطالبہ کیا گیا ہے تاکہ پیر صاحب کو گریز کی گنجائش نہ رہے اسلئے ناظم صاحب کو ہمارے جواب کا انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن ناظم صاحب نے بقول دروغگو را حافظہ نباشد اپنے طویل اشتہار کی نامعقولیت اور ناموزونیت کو محسوس کرتے ہوئے جھٹ انعامی رقم بنک میں جمع کرانے کا اشتہار شائع کر دیا ہے گیا ناظم صاحب نے اپنے اشتہار کا غیر متعلق ہونا تسلیم کر لیا ہے اور اس اشتہار کو ہمارے مطالبہ کا صحیح جواب نہ سمجھتے ہوئے اپنی کھلی شکست کا اقرار کر دیا ہے حالانکہ نہ تو بنک کا نام نہ ہمارے اطمینان کرانے کا سامان۔ اگر یہ ہماری مقررہ تاخیر کو سکوت پر محمول کر کے عجیب و غریب استدلال کیا ہے کہ اب ہمارا جواب اگر برقی پیغام کی طرح اُن کی موہوم مدت معینہ تک اُنکی خدمت میں نہ پہنچے تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ گویا ہم نے اُن کے تمام الزامات کو قبول کر لیا ہے۔ ناظم صاحب اگر یہی معیار آپ اور آپکے پیر صاحب کی سکوت پر چسپاں کیا جاوے تو آپ صرف باطل پرست ہی ثابت ہونگے بلکہ اپنے کفر کے بھی خود ہی اقراری ہونگے، کیونکہ آپکے پیر صاحب تو اس وقت تک خاموش ہیں اور آپنے ایک ماہ کامل ہماری منظوری چیلنج کے جواب میں صرف کیا ہے حالانکہ ہم نے صرف دو ہفتہ مہلت رکھی تھی سبحان اللہ کیسا اسی بل بوتے پر آپکے پیر جی چیلنج پر چیلنج یونہی دیا کرتے ہیں۔

آپنے اپنے گریز کے لئے ایک نئی شرط بھی اپنے آخری اشتہار کے ساتھ بڑھا دی ہے اور اب آپ اپنے تاوان کی رقم دس ہزار بطور خود مقرر کرا رہے ہیں۔ آپنے یہ سبق پیر جی کو عرس کے موقع پر پڑھا دیا تھا یا دوسرے چیلنج میں ہی پیر صاحب سے کہلوانا تھا کیونکر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید + برکلہ خویشتن باید زد + اب پیر ذلت پر ذلت برداشت کر رہے ہیں لیکن آپ کو اتنی سمجھ کہاں کہ مضمون کے متعلق تسلیم اٹھا سکیں۔ اب آپکے بے تعلق حصہ مضمون سے قطع نظر کرتے ہوئے اپنا قدیمی مطالبہ سہ بارہ پیش کر دیتے ہیں کہ اگر آپنے اپنے چیلنج انعامی دس ہزار کے مطابق یا ہر دو انعامات کی رقم پندرہ ہزار روپیہ فی الواقع اسی غرض کے لئے جمع کروا دی ہے تو بنک کا نام درج کرنے اور رقم جمع شدہ کے اغراض کے متعلق ہمارا اطمینان کرا دینے کے بعد تصفیہ شرائط یا تو ہماری لائبریری زیر قلعہ میں یا اپنے دردولت پر بالمواجہ گفتگو کے ذریعہ کر لیں اگر آپ کا جواب نہ آیا تو سمجھا جائیگا کہ آپ عمداً گریز اختیار کرتے ہیں اور ہرگز میدان میں نکلنا نہیں چاہتے۔

دشمن اگر دیکھے وہ بازو وہ سلاح
ہوش ہو جائیں خطا اور بھول جائے سب نقار
مجکو پردہ میں نظر آتا ہے اک میرا معین
تیغ کو کھینچے ہوئے اُس پر جو کرتا ہے وہ وار

المشتہر

تبلیغ جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ

۲۴ جون سنہ ۱۹۲۵ء

(خواجہ پریس بٹالہ میں باہتمام احمد وجودی چھپا اور شیخ محمد ابراہیم علی پبلشر نے تراب منزل دارالامان قادیان سے شائع کیا)

الاخبار و الآرا

(از جناب مولانا عبدالکریم صاحب جالندھری مولوی فاضل)

ایک زریں اصول

مولوی ثناء اللہ صاحب اہل حدیث مورخہ ۳ جولائی میں تحریر فرماتے ہیں :-
"کسی کے کلام کی اگر سو تشریحیں ہو سکتی ہوں جن میں سے ننانوے تشریحات ایسی ہوں جن سے کفر ثابت ہوتا ہو لیکن ایک وجہ ایسی ہو کہ اس سے اسلام ثابت ہوتا ہو تو فتوے کفر نہیں دینا چاہیئے"

یہ اصول تو ایک واقعی ایک زریں اصول ہے۔ مگر نا معلوم مولانا حضرت مسیح موعود کی تحریرات پر اعتراض کرتے وقت اس اصول کو کیوں بھول جاتے ہیں۔ کیا مولوی اس اصول کو آئندہ یاد رکھیں گے؟

مولوی ظفر علیخانصاحب کو مبارک باد

"ممکن ہے کہ بعض لوگ مولوی ظفر علی خان کو تعزیت اور افسوس کے خط لکھیں۔ مگر میں اس کو مبارک باد دیتا ہوں کیونکہ اس سے پہلے بھی فتوے کفر ایک بڑی پاک ہستی پر اس قسم کا لگ چکا ہے۔ جس کا نام جبرئیل ہے" (اہلحدیث ۳ جولائی)

اللہ اللہ یہ بیشک ان علمار کرام کے فتووں کی جو وارث ہیں تخت رسول پاک کے اور انبیاء بنی اسرائیل کا درجہ رکھتے ہیں۔ مولوی ابو الوفا صاحب کو ان لوگوں سے وفا کرنی چاہیئے۔ کل کی بات ہے جب ان بیچاروں نے حضرت مسیح موعود پر فتوے کفر لگایا تو ہاں میں ہاں ملادی آج ذرا خلافت مرحومی بات کہدی تو روٹھ بیٹھے۔ کیا بریلوی علماء یہ شعر پڑھتے ہوئے آپ سے وفا کی امید رکھیں؟

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

مولوی مرتضیٰ صاحب دربھنگی اور سید عطاء اللہ شاہ صاحب

بتقریب فتوے کفر بر مولانا مولوی ظفر علیخاں صاحب لاہور میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولوی سید عطاء اللہ شاہ صاحب نے فرمایا۔
"ہم تو فاسق و فاجر مسلمان کی بھی عزت کرتے ہیں۔ ہم تو ہر کلمہ گو انسان کو ماتی تمام عالم سے افضل جانتے ہیں"
مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے اپنی تقریر میں جو قادیان کے اسلامیہ جلسہ پر ہوئی تھی۔ فرمایا:-

آریوں اور عیسائیوں سے صلح ہو سکتی ہے مگر ان (کلمہ گو) احمدیوں سے کسی طرح بھی صلح ممکن نہیں" (الشمس)

دونوں بزرگوں کے اقوال میں جو فرق ہے وہ اظہر من الشمس ہے ہم منتظر ہیں کہ دیو بندی جو فتوے لگانے کے مشتاق ہیں کب شاہ صاحب پر فتوے کفر جڑتے ہیں۔

علماء کو ڈگریاں

"آج ہم سنتے ہیں کہ فلاں مسلمان کافر ہو گیا اور فلاں مومن اور مشرک ہو گیا۔ اور یہ صدائے بے ہنگام بلند ہوتی ہے انہی "لحافی اور رضائی" توشے خانوں سے جنکے اندر عقائد باطلہ کا کاٹھ کباڑ بھرا پڑا ہے۔ لیکن ان بدبختوں سے کوئی یہ تو پوچھے کہ تمہارے سیاہ اور کفر ساز رجسٹروں میں کوئی مشرک مومن اور کوئی کافر مسلم بھی ہوا ہے یا نہیں۔ یہ برعکس نام نہاد مدعیان حنفیت کے تانے اڑانے والے ملانے اور بکھیڑ۔ ضلع بازی۔ حکمت جھوٹے افسانوں پر اعتقاد رکھنے والے ٹٹ پونجیئے دستار باز جن کی توندوں کا دور اور باریک ململوں میں ان کی تنی ہوئی سرخیوں کی جھلک شیطنت اور نفسانیت کی انتہائی منزل کا پتہ دیتی ہے۔ کیا بتا ئینگے کہ تم نے کتنے مسلمانوں کو کافر اور کتنے کافروں کو مسلمان کیا؟" (مدینہ ۵ جون)

ان بریلوی علماء سے ہی نہیں بلکہ ہم تمام علماء سے دریافت کرتے ہیں کہ تم نے کتنے مسلمانوں کو کافر اور کتنے کافروں کو مسلمان کیا؟ کیا اشاعت اسلام کے لئے کبھی ہندوستان سے باہر قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف گوارا کی؟ کہ نہیں کیا بلکہ اپنی تمام طاقت کو خدام اسلام (جنہوں نے ہزاروں کو کلمہ گو بنایا) پر فتوے کفر لگانے کے لئے خرچ کر دیا ہے۔ تو انکو "مدینہ" کی ان تمام ڈگریوں کو منظور کرنا پڑے گا۔

علماء ہم شر من تحت ادیم السماء

"حزب الاحناف کے حالات دل چسپی سے پڑھتا ہوں ان علماء کو قوم نے الگ کر دیا تھا مگر شور خلافت نے پھر چڑھا لیا۔ شاید مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث پڑھی تھا ایک ٹکڑا یہ ہے علماء ھم شر من تحت ادیم السماء (سید فضل الرحمان کانپور)

سید فضل الرحمان صاحب نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ مہدی موعود کے زمانہ کے علماء بدترین مخلوقات ہوں گے۔ اس کی صداقت اخبار مدینہ کے مذکورہ بالا نوٹ سے بھی خوب روشن ہو رہی ہے افسوس کہ لوگ اپنے علماء کی حالت دیکھتے ہوئے خیال نہیں کرتے۔ ذرا اندیر نہیں فرماتے کہ ایسے مرتبہ پہ خدا کی کیا سنت ہے کاش مسلمان اپنے زمانہ کے امام کو پہچانیں۔

"اے بد ذات فرقہ مولویان"

حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضور نے علماء کی شان میں ایسا کیوں لکھا ہے۔ مدینہ و زمیندار کو پڑھتے ہوئے یہ خیال ہوتا ہے کہ حضور نے علماء کی حالت کو واضح طور پر آشکارا نہیں فرمایا کیونکہ جو لوگ بقول مدینہ و زمیندار۔ شیطان و دجال۔ جھوٹے۔ ٹٹ پونجیے بکھیڑیے ہوں ان کی شان میں صرف "اے بد ذات فرقہ مولویان" کہہ دینا ہرگز ہرگز کافی نہیں ہو سکتا۔

تفرقہ مٹانیکے لیئے مصلح کی ضرورت

علما پہلے تھے مشہور سبھی کفر شکن — اب ہیں کفار کی تعداد بڑھانے والے
فتوی کفر کے دینے میں ہیں ایسے بیباک — کہ جھجک جاتے ہیں اسلام میں آنیوالے
تفرقہ ڈالنا آسان ہی مشکل ہے ملاپ — تھک کے اب بیٹھ گئے انکو منانیوالے
بدتر اس سے نہ کہیں آئے زمانہ یارب — ان کا نمبر نہ کہیں چھین لیں آنیوالے
اپنی امت کی خبر لیجئے ای خیر لبشر — تفرقہ کے ہیں فقط آپ مٹانیوالے
اپنے ہی حال پہ رہنے دو ہمیں ای افسر — ہٹ کے محروم ہوتے ہیں کہ لبیک پہ آنیوالے

(مدینہ ۲۵ جون)

حضور نے تو امت کی خبر لی ہے کاش آپ لوگ توجہ کریں حضور نے فرمایا ہے ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کہ تجدید دین کے لئے ہر صدی میں ایک مجدد بھیجا کرے گا خوش قسمت ہے وہ جو امام وقت کو پہچانے جو عین وقت پر آیا

قرآن کریم کی تلاوت انسانکی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلم ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب و مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کی ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ کے نوٹوں کی یہ خصوصیت ہے کہ

یہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کرتے ہیں

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں اور عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح اول کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا اگر نہیں تو ضرور پڑھیں اس میں نور۔ ہدایت اور شفاء ہے

ہدیہ فی پارہ آٹھ آنے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

جواہر ریزے

لا الہ الا اللہ پر ایک وعظ

(از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ)

حمد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ جلشانہ کا بہت بڑا احسان اور بہت بڑا اکرم اور فضل ہوا ہے۔ مجھکو آپ لوگوں سے ملاقات کا زندگی میں پھر موقع ملا ہے۔ میں کوئی ایسی تقریر خصوصاً کھڑے ہوکر آواز بلند پہنچانے میں کسی قدر اس وقت عذر رکھتا ہوں اس واسطے ایک ضروری بات تمہیں پہنچانی چاہتا ہوں۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ جس طرح میں نے اوپر بہت بوجھ رکھ کر ہمت آکیہ ہے یہ بات کہنی چاہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمکو توفیق دے کہ تم میری بات کو دل سے مانو۔ اور دل سے مان کر زبان سے اقرار کرو۔ پھر اس کے مطابق تمہارا عمل درآمد ہو۔ تمام وہ قومیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں وہ سب کی سب اس بات کو مانتی ہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ تک کے واسطے کیا کیا کوششیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں اور یہی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جو نقرہ ہے اس کے پہنچانے کے لئے ہماری سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ برس تک اپنے ملک میں بڑی بڑی تکالیف شدید کو برداشت فرمایا۔ آخر اس لا الہ الا اللہ کی مخالفت کے باعث آپ کو وطن چھوڑنا پڑا۔ جب ان شریروں نے تکالیف کو حد سے زیادہ بڑھا دیا تو اس رحمۃ اللعالمین نے ہر طرح سے مقابلہ کیا اور انہی کی کوشش سے اس کلمہ کی اشاعت ہوئی۔ چنانچہ ہم سب جو موجود ہیں لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں۔ سب انبیاء جو خدا کی طرف سے آئے ہیں اسی کلمہ کے لئے اُنھوں نے وہ تکالیف اٹھائی ہیں جنکے بیان کرنے کے واسطے بہت ہی وقت چاہیئے

اس کلمہ کے تین عظیم الشان فائدے ہیں!

جب انسان منہ سے بولتا ہے تو مسلمان کہلاتا ہے۔ وہ معاملات جو ہم مسلمانوں سے کر سکتے ہیں اس شخص سے کرتے ہیں جسکی زبان سے لا الہ الا اللہ سنتے ہیں۔ اسلام ایک عجیب نعمت ہے۔ اسلام کے معنی اصل میں صلح کے ہیں اور آشتی کے اور نیک نمونہ کے سلم اور سلم دونوں لفظ صلح کو چاہتے ہیں۔ منجملہ اُن باتوں کے جنسے اسلام نے صلح کو قائم کیا ہے ایک یہ ہے:۔ لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم۔ تمام وہ قومیں جو اللہ کے سوا بھی ہو اور اس کی وہ پرستش کرتے ہوں ان کو بالکل گالی مت دو فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم۔ کیونکہ وہ نادان ہیں جو اللہ کو گالی دینگے۔ ناسمجھی سے یہ لاتسبوا کی دلیل بتائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے اسلام بڑی صلح اور بڑی آشتی کو چاہتا ہے اس کے معنی فرمانبرداری کے بھی ہیں اور ہر ایک فرمانبرداری نہیں بلکہ اللہ کی فرمانبرداری اور اس کے رسولوں کی فرمانبرداری اسکا نام اسلام رکھا ہے۔ اسلام کے معنی فرمانبرداری مگر الاسلام کے معنی خاص فرمانبرداری۔ اسلام کے لفظ سے ایک سُلّم لفظ بھی نکلا ہے۔ سُلّم ایک سیڑھی کو کہتے ہیں جس سے انسان بلندی کی طرف چڑھتا ہے۔ ایسے ہی ہماری ترقیات کے لئے اور بلند مراتب پہنچانے کے واسطے خدا نے اسلام کو بھیجا ہے اس کے نمونہ دیکھ لو۔

راز خلافت

جناب ابوبکرؓ اور ان کے والد مکہ کے ضعفاء اور عمائد میں سے تھے۔ مگر اسلام ہی تھا کہ اس فرمانبرداری نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین بنا دیا۔ جناب عمر ایک دفعہ حج سے واپس آتے ہوئے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ کئی آدمی ساتھ تھے رعب کے سبب کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی کہ وجہ دریافت کرے مگر خدیفہ کو جناب سے بہت بے تکلفی تھی۔ اس نے پوچھا تو فرمایا۔ خطاب کا بیٹا یہاں اونٹ چراتا تھا ایک دفعہ اس کے باپ نے اسے یہاں جھڑکی دی تھی۔ آج اسلام نے اسے بلندی پر چڑھا دیا۔ لاکھوں آدمی ایک اشارہ پر خون بہانے کو تیار ہیں۔

اسی لفظ سے سلامتی نکلتی ہے جس سے حفاظت کے جس سے حفاظت کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ عجیب قسم کی حفاظت مومن کو عطا ہوتی ہے۔ میں نے پینتالیس برس سے بہت زیادہ طب کی ہے۔ میں نے کبھی اسلام میں فرمانبردار ہو کر آتشک۔ سوزاک میں مبتلا نہیں پایا۔ بہت سے حکام کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اسلام کے سبب کسی کو بید لگے ہوں۔ کوئی تکلیف کسی کو اسلام کے باعث نہیں پہنچتی بلکہ اگر خدا تعالیٰ کو مومن کی خاطر جہان غرق کر دینا پڑے تو اسے پرواہ نہیں۔ کیا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کی پرواکی ہے۔ یہ بات نہایت سچ ہے۔

ہلاکت سے بچنے کی راہ

ذالک الکتاب لا ریب فیہ کے یہی معنی ہیں کہ یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں کوئی ہلاکت نہیں۔ ریب ہلاکت کو بھی کہتے ہیں جیسے قرآن شریف میں فرمایا نتربص بہ ریب المنون لا ریب فیہ کے یہ معنی ہوئے کہ قرآن کی تعلیم میں کوئی ہلاکت نہیں ہوتی۔ ابھی کل کی بات ہے یا رات کی کہ ایک نکتہ معرفت میرے کان میں پہونچا۔ میری بیوی نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ کو تکلیف کیوں پہونچی؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے مخفی در مخفی راز ہیں۔

بیماری کا ایک راز

کہا ایک وجہ میرے خیال میں بھی آئی ہے۔ کہو تو سناؤں میں نے کہا کہ ہاں۔ کہنے لگی۔ تمہاری عادت تھی جمعہ کے بعد دعائیں مانگتے رہتے۔ تم وہ دعا کا وقت چھوڑ کر ایک امیر کو ملنے چلے گئے۔ مجھے یہ نکتہ بہت پیارا لگا۔ غرض اسلام ایک سلامتی چاہتا ہے۔ اسلام کے بھیجنے والے کا نام السلام المومن۔ المھیمن العزیز الجبار المتکبر ہے السلام کا نام ہے اللہ تعالیٰ کا اسلام کا نتیجہ بہشت ہے۔ بہشت کا نام بھی دار السلام ہے لھم دار السلام عند ربھم اور فرمایا الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیھا نصب ولا یمسنا فیھا لغوب گویا اسلام سکھوں کا موجب ہے اسلام میں کبھی کوئی ہلاکت نہیں ہوتی۔ میں نے اس لفظ کو الٹ پلٹ کے بڑا دیکھا ہے اس کے سارے لفظوں میں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ سلم کو الٹا دیں ملس بنجاتا ہے۔ ملس نرم چیز کو کہتے ہیں۔ مسلمان اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم یعنی آپس میں رحیم وکریم ہوتے ہیں اسی لفظ کو اسی لفظ کو اور الٹا دیں تو لسم بنجاتا ہے۔ لسم کے معنی یہ ہیں کہ انسان حیا کے سبب بعض وقت خاموشی اختیار کرے

مسل بھی اس کا الٹ بنتا ہے اس کے معنی ہیں پانی دوسری جگہ پہنچا دینا۔ مسلمان کا یہ بھی کام ہے کہ دوسرے کو نفع پہونچائے لمس بھی اس کا مشتق ہے اس کے معنی ہر وقت طلب میں لگے رہنا۔ پس مسلمان کا یہ بھی کام ہے کہ ہر وقت طلب میں لگے رہنا مگر جس طرح اسلام دنیا میں صلح و آشتی نیک نمونہ قائم کرنا چاہتا ہے اسی قدر اگر کوئی موذی اسلام کے لئے پیدا ہو تو اس موذی کا عمدگی سے مقابلہ کرتا ہے قرآن شریف فرماتا ہے وجادلھم بالتی ھی احسن۔ مقابلہ کرو پر ایسی ترکیب سے کرو جس میں خوبیاں ہی بھری ہوئی ہوں۔ پس ہمارے مناظرے غیر قوموں سے اگر ہوں تو وہ اسی طرح سے مناظرے ہونے چاہئیں۔

مناظرہ کسطرح سے ہو

جس میں خوبیاں ہوں دشمن کی غلطی پر اسے آگاہ کیا کیا جاوے اور اس کے مقابلہ میں مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں اور ایک جگہ فرمایا ادفع بالتی ھی احسن مدافعت بھی کرو۔ اسطریق سے کہ وہ بہت ہی عمدہ ہو ادفع السیئۃ بالحسنۃ ہر بدی کو کسی خوبی سے ہٹا دو۔ جب مخالفوں کے ساتھ بھی ہمیں مدافعت میں خوبیاں مدنظر رکھنا چاہئیں تو دو مسلمانوں کے درمیان تناقص۔ عداوت اور باہم جنگ کیوں کر ہوسکتی ہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ مسلمان تو اسوقت مسلمان ہوتا ہے کہ جو صلح کار لوگ ہیں اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں میں جانتا ہوں کہ چند آدمیوں کے درمیان محبت کا قیام اخوت کا استحکام فضل الٰہی سے ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبھم۔ ساری زمین کی گول بھر اکر دیدو تو یہ الفت پیدا نہیں ہوسکتی جواب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پیدا کر دی ہے۔ اور فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم الخ خدا کے بھائی بھائی ہوگئے

دعائیں کرو

میرے احباب میرے عزیزوں اور دوستوں پر

پیدا ہوتی ہے کہ جناب الٰہی سے ہم الاذات محبت اور الفت کیلئے دعا کیا کریں۔ مغضوب اور نامغضوب بہت دور تک جاسکتے ہیں بہت ۔ مگر اب تم اسقدر لوگ موجود ہو کہ جناب الٰہی کے فضل کا نمونہ ہے۔

دوسرا مرتبہ

لاالٰہ الا اللہ کا یہ ہے کہ جب یہ کلمہ دل میں رچ جاتا ہے اس وقت انسان کو مومن کہتے ہیں مومن کا لفظ خود بھی امن سے مشتق ہے یہی اسلام کا اعلیٰ مقام ہے۔ مومن امن میں لا سکتا ہے کہ دشمن کا مقابلہ بھی کرے۔ عکل عرینہ کے چند موذی مدینہ میں آئے اور بعض صحابہ کو قتل بھی کیا۔ لکھا ہے مثل عنیھم انکی آنکھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چیر وادیں تھیں تا ایذا سے باز آجاویں۔ مومن امن دینے والا اور خود امن میں رہنے والا ہوتا ہے۔ جب یہ کلمہ دل میں رچتا ہے تو مومن ایمان کے یمن اور برکات سے متمتع ہوتا ہے۔ یہ ایمان کا باغ دل میں لگ جاتا ہے کوئی دکھ اور کوئی ناخوشی اور کوئی خوف وحزن باقی نہیں رہت میں ایک دفعہ معصیت کے کسی پنجہ میں رہتا ہے تو مومن ایمان کے یمن اور برکات سے متمتع ہوتا ہے۔ یہ ایمان باغ جب دل میں لگ جاتا ہے کوئی دکھ اور کوئی ناخوشی اور کوئی خوف وحزن باقی نہیں رہتا۔ میں ایک دفعہ معصیبت کے پنجہ میں گرفتار تھا۔ صبح کی نماز پڑھانے لگا اسوقت میرے دل میں یہ لفظ آیا۔ الحمد للہ تو میرے دل نے یہ گواہی دی کہ اس دکھ میں الحمد للہ کا کیا موقع ہے۔ اگر کہوں تو منافقانہ الحمد للہ ہے نہ کہوں تو الحمد للہ کے سوا نماز کیسے ہوتی ہے کہ معًا خدا نے بجلی کی طرح سمجھایا کہ جب انسان انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہے تو ہر مصیبت کے وقت ہزاروں خوشیاں دیتا ہے تب میں نے انا للہ کہکر بڑے زور سے الحمد للہ کہا۔ یہ اس ایمان کا نتیجہ تھا۔ ایمان سے وہ سارا خوف اور حزن راحت کے ساتھ مبدل ہو جاتا ہے اور وہ کہ مومن جو ہوتے ہیں لاخوف علیھم ولاھم یحزنون ہوتے ہیں میں نے دیکھ لیا۔ یہ ایمان میں کمزوری ہوتی ہے۔ جو مومن ناامید ہوتا ہے یا یاس میں آجاتا ہے

تیسرا مرتبہ

لاالٰہ الا اللہ کا فائدہ وہ ہے جو احادیث صحیحہ میں میں نے پڑھا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا۔ کوئی مجھے کلمہ سکھایا جاوے جو میری ترقیات کا موجب ہو۔ الہام ہوا کہ لاالٰہ الا اللہ کہو کہا الٰہی جب سے میں نبی ہوا ہوں اسی کلمہ کی اشاعت میں ہوں۔ جناب الٰہی سے الہام ہوا۔ افضل الذکر لاالٰہ الا اللہ اس سے نئی کوئی بات نہیں۔ یہ بات کہنے کو معمولی ہے۔ مگر سارا قرآن شریف ٹٹول کر دیکھ لو۔ قرآن شریف کے بعد تمام اولیاء کرام اور ان کے ملفوظات اور ان کی تصنیفات کو ٹٹولو۔ ساری بڑائیاں۔ سارے قرب۔ سارے فضل ساری ان کی کرامتیں اسی لاالٰہ الا اللہ کے وظیفے پر موقوف ہیں اس کا نام وہ نفی اثبات کہتے ہیں اور رنگ برنگ الفاظ میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ جیسے محبوب کے چہرے کو تغزلات میں بیان کیا جاتا ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام میں ایمان کے بعد احسان کا مرتبہ ہے اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک + اللہ کی عبادت کرو گویا تم اسے دیکھتے ہو۔ اگر تم نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھتا ہے۔ یہ ایک مقام ہے قرب الٰہی کا جو لاالٰہ الا اللہ میں تدبر سے حاصل ہوتا ہے۔ کچھ زمانہ مجھ کو گزرا ہے مجھکو اللہ جل شانہ نے لاالٰہ الا اللہ کے معنی کرائے ان عزیز کیا ہے اس کی ہستی کیا ہے۔ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً انسان پر وہ زمانہ بھی گزرا ہے کہ وہ کچھ چیز نہ تھا اس عدم میں اس کی خواہش کیا؟ مطالبہ کیا؟ جناب الٰہی کے فضل نے عدم سے موجود کیا من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلنہ سمیعًا بصیرًا۔ خدا جانے کیوں درمیان اس وعظ کے نکتہ خیال میں آیا میں وعظ کو چھوڑ کر اس کے بیان کرنے میں معذور ہوں۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تین آدمی آئے۔ ایک کو جگہ مل گئی۔ بیٹھ گیا دوسرے نے دیکھا کہ جگہ نہیں تو وہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہ پہنچتی وہیں بیٹھ گیا۔ تیسرے نے کہا کہ آواز نہیں آتی یہاں کیا بیٹھنا چلا گیا۔ نبی کریم کو الہام ہوا۔ تین آدمی یہاں آئے ایک کو جگہ ملی وہ بیٹھ گیا۔ فاواہ اللہ اللہ نے اسے قرب میں جگہ دی دوسرے کو حیا آئی آگے نہ بڑھا۔ چنانچہ معانقہ کیا اللہ بھی اس کی پکڑ سے حیا کریگا تیسرے نے منہ پھیرا خدا بھی اس سے منہ پھیر لیگا شاید کوئی قلب ایسا ہو جسکی وجہ سے یہ تحریک ہوئی۔

حضرت حق سبحانہ نے انسان کو معدوم کو موجود فرمایا اور فرمایا نبتلیہ فجعلنہ سمیعًا بصیرًا اس پر انعام فرماتے رہے اور انعام کرتے کرتے اس قدر بڑھایا کہ سمیع بصیر بنا دیا۔ ایک عام طور پر سمیع وبصیر ہیں۔ ایک وہ جو خدا کی آواز سنتے ہیں اور جناب الٰہی کے حقائق دیکھتے ہیں جس طرح انسان عدم میں بے طاقت تھا اور فضل الٰہی سے باہر آیا اسی طرح ہر وقت اسکو ایک جدید ترقی عطا ہوتی ہے۔ جناب الٰہی کا فضل نہ ہو تو ترقی عطا نہ ہو کل کھایا یا کل پیا کل کا مکان کل کا لباس آج ہمارے کام نہیں آیا۔ کل کی خوشی کل کی خوشحالی کل کے جو تعلقات کسی کے ساتھ تھے وہ آج کام نہیں۔ ہر وقت اللہ کی نعمتوں کا محتاج ہے اسلئے اسکا نام

الصّمد

میں آواز دیتا ہوں ایک حرف کے بعد دوسرا نکلتا ہے اگر ذرا اعانت الٰہی نہ پہونچے تو وہ آواز کہاں سے آسکتی ہے۔ غرض ہر آن میں انسان جناب الٰہی کے فضلوں کا محتاج ہے۔ جتنے کمالات کسی کو نصیب ہوتے ہیں انبیاء ہوں۔ اولیاء ہوں سب کا سب کارخانہ اس کے فضلوں کا ہر آن محتاج ہے اللہ کے فضل کے بڑے بڑے عجائبات ہیں۔ لاالٰہ الا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ ہر آن میں تم میرے محتاج ہو اسکا فضل ہی ہوتا ہے تو کام بنتا ہے اسلئے انسان عبد بنتا ہے اور جناب الٰہی معبود بنتے ہیں۔

عبودیت

عبودیت کے واسطے تین چیزوں کی بڑی ضرورت ہے۔ تب جاکر عبد عبد بنتا ہے۔ جناب الٰہی سے اعلیٰ درجہ کی محبت ہو جناب الٰہی کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہو اور انسان اعلیٰ درجہ کے عجز و انکسار تذلل کے مقام پر ہو۔ محبت پیدا ہونے کے اسباب بھی تذلل وانکسار کے اسباب بھی ہیں۔ لاالٰہ الا اللہ میں غور کرنے سے تینوں کا پتہ چلتا ہے ہم دیکھتے ہیں محبت جو پیدا ہوتی ہے حسن واحسان سے پیدا ہوتی ہے جسقدر حسن (حسن کے معنی خوبی کے ہیں) کسی میں ہوتا ہے جسقدر ہمارے ساتھ کسی کا احسان ہو اسی قدر اس سے محبت بڑھ جاتی ہے۔ جناب الٰہی کے حسن واحسان پر جب غور کرتے ہیں۔ ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ ساری دنیا کے احسان خداتعالیٰ کے احسان کے جزو ہیں جو دنیا احسان کرتی ہے وہ خدا کے فضل وداد کا نتیجہ ہیں ہم غلہ کھاتے ہیں۔ ایک دانہ سے کئی دانے پیدا کرنا اور وہ زمین اور وہ ہوا وہ روشنی اور وہ ظلمت جس کے ساتھ نشوونما وابستہ ہے۔ کس کام کا ہے۔ پھر جانور جو ہل جوتتے ہیں کسی ملک میں بیل ہیں۔ ٹٹو ہیں۔ اونٹ ہیں ہاتھی ہیں کہیں گھوڑے ہیں۔ انکا کتنا بڑا کارخانہ ہے۔ روشنیوں اور ظلمتوں اور جانوروں کا پیدا کرنا جن سے نشوونما ہوتا ہے پھر اس میں لکڑی کی حاجت اور لوہے کی ضرورت کتنا بڑا کارخانہ ہے یہ تمام کارخانہ جناب الٰہی کا عطا کردہ ہے۔ عمدہ سے عمدہ غذا ہے۔ گلہ بند ہے۔ پیٹ میں درد ہے۔ قولنج ہے تو وہ غذا کس کام کی اور اللہ کا فضل شامل حال نہیں غرض

اللہ کے فضل کے سوا کچھ بھی نہیں

حسن جتنے ہیں وہ بھی خدا ہی کے فضل پر موقوف ہیں اگر خط وخال کا حسن ہے تو آنکھ کے سوا یہ نعمت بے کار ہے۔ آواز کا حسن ہے تو کان کے سوا کچھ نہیں۔ خوشبو کا حسن ہے تو ناک کے سوا کچھ نہیں۔ اگر اعضائی خوبی کا ہے تو ٹٹولنے کا سوا کچھ نہیں۔ غرض سارے حسن واحسان خدا کے حسن واحسان پر موقوف ہیں۔ اگر محبت کا مدار حسن واحسان پر ہے اور واقعہ میں ہے تو اللہ کے برابر ہمارا کوئی محسن اور حسن والا نہیں۔ تعظیم کا مدار علم کامل قدرت کاملہ پر ہے۔ جناب الٰہی کی قدرتوں حکمتوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ سارے علوم خدا ہی کے فیضان سے پیدا ہوتے ہیں۔ پس اعلیٰ تعظیم کا موجب علم وقدرت ہے اور اعلیٰ محبت کا موجب حسن واحسان ہے اب ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ سارے علوم خدا ہی کے فیضان سے پیدا ہوتے ہیں پس اعلیٰ تعظیم کا موجب علم وقدرت ہے اور اعلیٰ محبت کا موجب حسن واحسان ہے۔ اب ادھر ہم دیکھتے ہیں تذلل کی حالت سانس رک جاوے۔ جان نکل جاتی ہے اب اس سے زیادہ تذلل کیا ہے۔ جب انسان لاالٰہ الا اللہ پر غور کرتا ہے اور اسے اپنا انکسار وتذلل معلوم ہوتا ہے تو جناب الٰہی کے علم وقدرت کا تماشا دیکھتا ہے اور

حسن واحسان کا نظارہ

اسکے سامنے گزرتا ہے تو وہ لاالٰہ الا اللہ پکار اٹھتا ہے۔ اس واسطے تمام غفلت کے پردے جو انسان کے قرب الٰہی میں واقع ہوتے ہیں ان سب کا علاج لاالٰہ الا اللہ ہے۔ اس کے بعد میں آیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ شھد اللہ لاالٰہ الا ھو

اللہ جل شانہ فرماتا ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

اس لا الہ الا اللہ کی گواہی اللہ نے دی ہے۔ گواہی ہمیشہ چند آدمیوں کے سامنے دیجاتی ہے۔ جناب الٰہی کی گواہی کے ساتھ بھی تمام رسول اور تمام انبیاء اور تمام اولیاء سب کے سب گواہی دیتے ہیں کہ اللہ نے ہمکو کہا ہے لا الہ الا اللہ حضرت موسٰی کی گواہی حضرت نبی کریم کی گواہی سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے اللہ نے ان کو فرمایا کہ لا الہ الا اللہ ہر فرد کے سامنے گواہی ضروری نہیں ہوتی۔ میری دانست میں اللہ کی ہستی اور نبیوں کی صداقت پر یہ بڑی بھاری دلیل ہے۔ تمام انبیاء تمام اولیاء تمام مجددین سب کے سب متفق ہیں اس بات پر لا الہ الا اللہ معبود حقیقی خدا ہی ہے اور اپنے حسن و احسان اور علم و قدرت میں کامل ہے اور انسان بڑے انکسار سے تذلل کے نیچے ہے۔ دس۔ بیس۔ چالیس۔ پچاس جس بات کے گواہ ہوں وہ بات بھی قابل اعتماد ہوتی ہے۔ کیا حال ہے اس گواہی کا جس کے لئے تمام

صداقت کے عاشق

صداقت کے محب۔ اس بات پر متفق ہیں اس صداقت کیلئے کوئی بڑا اعلیٰ کوئی بڑا ہی مفضل حضرت محمد رسول اللہ پا للہ کلہ ہے دنیا میں ہزاروں انبیاء آئے ان کی تعلیم کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا۔ پتہ ہی نہیں لگتا۔ پھر ان کی کتابوں کی زبانیں ایسی پرانی ہیں کہ ان کے سمجھنے کے سب سامان مفقود ہو گئے۔ مجھے کبھی کبھی تعجب آتا ہے آریہ مذہب پر کہ دو ارب برس کے وید ہیں ویدوں کی لغت کا نام لیتے ہیں تو چار ہزار برس بتاتے ہیں۔ بھلا دو ارب کی بات دو چار ہزار برس والے کو کیا معلوم۔ یہ ایک فضل ہے ہم لوگوں پر۔

سلامتی اسلام سے نکلا ہے اس واسطے رسول اللہ کی تعلیم کو اللہ نے محفوظ رکھدیا یہ بھی ایک اسکی گواہی ہے کسطرح اس نے حفاظت فرمائی قرآن کے زیر و زبر تک محفوظ ہیں پھر قرآن کے پہنچانیوالوں اور اسکے معنی کے محافظین مجددوں کا سلسلہ موجود ہے۔ ہم بھی بڑے خوش قسمت ہیں کہیں ۱۸۰۰ء میں ہوتے تو اپنی آنکھ سے کہاں دیکھتے کہ خدا نے اسلام کی حفاظت فرمائی۔ ہمارے زمانہ میں ایک مجدد آیا۔ اس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ہم نے اس راستباز سے بارہا سنا کہ جبتک انا الموجود کی آواز نہیں آتی ایمان کامل نہیں ہوتا اور اسکی روح رواں پر بہت سی برکتیں بھیجے کس ایک جماعت نے باوجود عظیم مخالفت کے عطا فرمائی جسطرح جناب الٰہی کی یہ گواہی ہے اسی طرح پاک دلوں کے ساتھ جب ملائکہ کا تعلق ہوتا ہے وہ بھی لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے ہیں۔ اس سے آگے بڑے بڑے علماء بڑے بڑے موحد جن کا بڑا اعلیٰ نمونہ ہم نے دیکھا وہ بھی یہی کہتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ اللہ سے بڑا کوئی معبود کوئی محبوب کوئی منعم اور کوئی محسن اور کوئی فضل و احسان کا وجود نہیں کوئی علم اور کوئی قدرت میں اس کے برابر نہیں۔ یہ کلمات بہت ہی زور لگا کر سنائے ہیں خدا تعالیٰ چاہے تمہارے دلوں کو لا الہ الا اللہ سے بھرپور کردیوے یہ تعلیم اللہ کی نعمتوں بڑی رحمتوں غریب نوازیوں کا موجب ہو جاوے۔ +

پیارے حبیب کی پیاری باتیں

حضرت مسیح موعود کی روحانی تربیت

ابتدائی ایام میں جبکہ ابھی آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ایک مرتبہ آپ لودہانہ میں مقیم تھے ایک مولوی صاحب نے آپ سے سوال کیا کہ جس مقام پر اب آپ پہونچے ہیں۔ یہانتک پہنچنے میں کس قدر منزلیں سلوک کی آپ نے طے کیں اور ہر ایک منزل پر کیا دیکھا؟

فرمایا:۔ اگر کوئی شخص ڈاک گاڑی میں سوار ہو اور کلکتہ سے پشاور پہنچ جاوے اور اس سے پوچھا جاوے کہ راستہ میں کونسا تکیہ آیا اور تو نے کیا دیکھا وہ کیا بتائیگا اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے مجھے خود اپنے فضل سے اپنی طرف کھینچ لیا اور ایسے طور پر کھینچ لیا اور ریاضت اور مشقت سے اتنی جلدی یہ منزل طے نہیں ہو سکتی یہ توجذبہ الٰہی ہے

پھر اس نے پوچھا کہ اس منزل میں پہنچکر آپ کو کیا فائدہ حاصل ہوا؟

فرمایا:۔ میرا ایمان اتنا قوی ہو گیا ہے کہ میں تبلیغ حق میں کسی سے نہیں ڈر سکتا۔

یہ قوت ایمانی کیا ظاہر کرتی ہے؟ یہی کہ آپ مامور من اللہ تھے کیونکہ کسی دوسرے کو یہ قوت نہیں مل سکتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر توحید کا اتنا غلبہ تھا کہ دوسری تمام ہستیاں فی الواقع ہیچ تھیں۔ اور کوئی طاقت و قوت آپکے اس جوش تبلیغ کو دبا نہیں سکتی تھی۔ پھر واقعات نے بتایا ہے کہ آپ اس میدان کے کیسے مرد کامل ہوئے اپنوں اور غیروں نے ملکر ہر قسم کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی کی کوشش کی مگر آپ کا قدم آگے ہی بڑھتا گیا

حضرت مسیح موعود اور قومی ترقی

ایک مرتبہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے آپ کے حضور جاپان میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ چھیڑا۔ ان ایام میں آریہ لوگ ایک مشن جاپان میں بھیجنا چاہتے تھے۔ اور ڈی۔ اے وی کالج میں ایک جماعت جاپانی زبان کے لئے کھولی گئی تھی۔ ان تمام تحریکات کو پیش کر کے عرض کی گئی اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے جاپان میں تجویز کی جاوے اس پر ایک لمبی تقریر فرمائی جس کے بعض حصے یہ ہیں:۔

فرمایا:۔ ہر نبی اور ہر رسول کا آخری زمانہ اس کے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گزرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں۔ اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کے دن ہیں۔ ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں۔ ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈالیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس فیصلہ کو اس فیصلہ کو دیکھ لیں اس ملک میں جو جماعت تیار ہوئی ہے ابھی تک وہ بہت ہی کمزور ہے۔ بعض ذرا ابتلا سے ڈر جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں۔

فرمایا فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی ضرورت ہے۔ اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ معاملہ دور جانے والا نہیں ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور

ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔

اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی۔ اور ہم کو وحی کرنے والے گویا وہی ٹھہریں گے اگر خدا تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا تو خود ہمکو اطلاع دے گا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے نہیں۔ جبتک پہلے سے خدا تعالیٰ کا منشا نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ نہیں کر سکتے ہیں ہمارا دار و مدار خدا تعالیٰ کے حکم پر ہے۔ انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہے گا تو اسی ملک میں طالب اسلام پیدا کر دے گا جو خود ہماری توجہ کرائیگا اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔

ہاں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے

کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں۔ خدا سے ہراساں و ترساں رہو ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے۔ اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنوگے تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کرے گا۔ اور اگر تم خود اپنے اندر فرق پیدا نہ کروگے تو پھر خدا بھی تمہارے اندر کچھ فرق نہ رکھے گا۔ عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی رضی کے موافق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ سب سے پہلے دلوں کو تطہیر کرو مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے

ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی

اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کرینگے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہوں گے۔ اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے۔ ہاں زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ داشتہ آید بکار اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان

زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں۔ ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ سے پر نہیں چلیں، خدا کی منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے

رفع القرآن فی زمان المسیح

۲۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو قبل دوپہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک ترک صاحب نے بعض سوالات پوچھے۔ ان کے جواب کے ضمن میں فرمایا:۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے آثار میں یہ بھی رکھا تھا کہ اسوقت قرآن مجید اٹھایا جائے گا۔ ایک اصحابی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا تھا کہ قرآن مجید کیسے اٹھایا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے عقلمند سمجھتا تھا۔ اسوقت عام حالت جو ہے وہ نظر کر کے دیکھو کہ قرآن مجید اٹھ گیا ہے یا نہیں؟ یہودیوں کی حالت بھی مسیح کے وقت ایسی ہی تھی کہ ان میں قشر التوحید رہ گیا تھا۔ مغز نہیں تھا۔ اب مسلمانوں کی بھی وہی حالت ہو رہی ہے۔ توحید کے بھی دراصل ہوتے ہیں صرف اتنا ہی نہیں کہ لا الہ الا اللہ کہدیا اور کہدیا کہ بس توحید کے تمام مراتب طے کر چکے اتنا تو شیطان بھی کہدیتا ہے توحید کا اقرار عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی امر اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف نہ ہو اور انسان اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاوے

شرک کی بھی قسمیں ہیں۔ شرک الجلی اور شرک الخفی شرک الجلی کی مثال عام ہے۔ بت پرستی وغیرہ۔ شرک الخفی یہ ہے کہ انسان کسی شئی کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی طرح کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرح محبت کرے یا خوف کرے یا اس پر توکل کرے۔ غرض کوئی جو اللہ تعالیٰ کے لئے جائز اور درست ہے کسی مخلوق میں تجویز کرنا یہ شرک ہے۔ شرک جلی کرنیوالے لوگ بتوں میں قدرت ایمان رکھتے ہیں۔ بتوں میں شفاعت کا مرتبہ یقین کرتے ہیں اور انہیں اذن کے ماتحت نہیں سمجھتے پس بڑا بھاری نقص انسانوں میں پیدا ہو گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رفع قرآن ہو گیا۔ اور وہ یہی ہے کہ توحید درست نہیں رہی اور ایمانی اور عملی حالت بالکل گر گئی ہے۔

تورات اور قرآن کریم کی تاثیرات

تورات کے ذریعہ کامل طور پر تزکیہ نفوس نہیں ہوتا یہودیوں کی سنگدلی اور ان کی دوسری بد اخلاقیاں پورے طور پر دور نہیں ہوئیں۔ قرآن مجید نے تزکیہ نفوس کر کے دکھا دیا اور آنحضرت صلعم کے متعلق یہ دعویٰ قرآن مجید نے کیا۔ ویزکیہم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پاک کرتا ہے اسلئے یہ فرمایا کہ قل انکنتم تحبون اللہ فاتبعونی یعنے اگر تم چاہتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو جاؤ تو اس کے لئے یہ راہ ہے کہ میری اتباع کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں محض عناد اور حق پوشی ہے کہ آپ کی طرف توجہ نہ کی جاوے پھر قرآن کریم کی تاثیرات دائمی ہیں۔ ہر زمانے میں اس کے آثار اور برکات پائے جاتے ہیں یہ سلسلہ بھی اسی غرض کیلئے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے تاکہ ثابت ہو کہ قرآن مجید کے برکات جاری۔ کیا تورات کے برکات کا نمونہ اس وقت پایا جاتا ہے۔؟ ث

حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نظم

آتا نہیں قرار دل بے قرار کو	جبتک کہ دیکھ لیوے نہ وہ روئے یار کو
جنگل میں جاتا ہے کبھی آتا ہے شہر میں	دیوانہ وار دوڑتا ہے کوہسار کو
ناصر بتا کہ تجھکو یہ کیا ہو گیا ہے آہ!	شہروں میں پھرتا ہے کبھی جاتا ہے بار کو
لاہور میں کبھی کبھی میسور میں ہے تو	جاتا ہے چھوڑ چھاڑ کے خویش و تبار کو
بنگالہ میں کبھی کبھی مدراس میں ہے تو	کرتا ہے تو تلاش کسی گلعذار کو
دکن میں ہے کبھی کبھی ہے بمبئی میں تو	دریا کو دیکھتا ہے کبھی آبشار کو
کس کی تلاش ہے تیرا دل کس سے ہے لگا	اے دوست کچھ زبان پر تو لا حال زار کو
معلوم حال ہو تو کریں ہم بھی کچھ مدد	تدبیر سے نکالیں تیرے دل کے غبار کو

نصرت قوم میں ہاتھوں کو زر فشاں کر دیں

برادران اسلام ایک ضروری التماس

برادران اسلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ عنقریب لاہور کے اسلامیہ کالج اور اسلامیہ ہائی سکولوں کے طلبہ انجمن حمایت اسلام لاہور کی امداد کے لئے چندہ جمع کرنے کی غرض سے مختلف شہروں اور قصبوں میں ڈیپوٹیشن بنا کر بھیجیں گے۔

انجمن کی روز افزوں ضروریات آپ سے پوشیدہ نہیں چنانچہ سال رواں کا بجٹ خرچ چھ لاکھ اٹھائیس ہزار روپیہ ہے۔ جب طلبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو آپ براہ نوازش ایثار سے کام لیکر حسب توفیق خود بھی زر اعانت مرحمت فرمائیں اور اپنے عزیزوں اور دوستوں سے بھی چندہ جمع کرنے میں امداد دیکر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں۔

المکلف:۔ عبدالعزیز آنریری سکریٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

زندہ خدا

(از قلم مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل جالندھری)

کسی مذہب کی سچائی کو پرکھنے کا ایک یہ بھی اصول ہے کہ وہ کس قسم کا خدا پیش کرتا ہے کیونکہ مذہب کی غرض خدا کو پانا ہے اگر کوئی مذہب اس امر کی طاقت نہیں رکھتا کہ ایک انسان کا تعلق خدا تعالیٰ سے پیدا کرا سکے اور وہ مذہب ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ ہم اس کو قبول کریں۔ اس زمانہ میں ہر ایک مذہب کا پیرو دوسروں کو دعوت دیتا ہے کہ ہمارا مذہب سچا ہے اور قابل قبول ہے۔ ہم دیکھینگے کہ کونسا مذہب مذہب کے مقصود و غایت کو پورا کرتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم دیکھیں کہ وہ مذہب

خدا سے تعلق

پیدا کرا سکتا ہے یا نہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ کس قسم کا خدا پیش کرتا ہے کیا ایسا نہیں۔ جس میں کوئی اعلیٰ خوبی نہیں۔ اس کی خوبیوں میں اور بھی اس کے شریک ہیں۔ وہ یکتا نہیں وہ کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ کسی پر رحم نہیں کر سکتا۔ وہ کسی سے کلام نہیں کر سکتا اگر ایسا ہو تو ہم کو اس امر پر غور کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی کہ آیا وہ خدا سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ایسے خدا سے تعلق پیدا کرنا ایک فضول کام ہوگا جس کا کوئی فائدہ نہیں۔

اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی مذہب کو لیلیں سوائے اسلام کے کوئی مذہب نہیں جو زندہ خدا کو پیش کرے۔ صرف

اسلام ہی ایک زندہ خدا کو پیش کرتا ہے۔

عیسائیوں کو لے لیجئے وہ خدا کو واحد نہیں مانتے اس کی خدائی میں اوروں کو شریک گردانتے ہیں۔ خدا کو بے انصاف قرار دیتے اور کہتے ہیں کہ خدا نے حضرت مسیح ؑ کو مارا۔ تا وہ دوسروں کے لئے کفارہ ہو۔ اب غور کریں کہ بے انصاف خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا خیال بھی آ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ وہ خدا جس نے برائی کا دروازہ کھولدیا جس نے علی الاعلان کہہ دیا کہ مسیح تمہارے لئے کفارہ ہے اب تم جو گناہ چاہے کرو وہ معاف ہے بھلا ایسے خدا سے تعلق کی خواہش ہو سکتی ہے وہ خدا جس کی ذات میں اور بھی شریک ہیں اس سے تعلق کا شوق ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

آریوں کو لے لیجئے۔ وہ بھی خدا کو ایسے رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ ایسے خدا سے بجائے محبت۔ نفرت پیدا ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا ایسا دیالو اور کرپالو ہے کہ جو کسی نے پہلی جون میں اعمال کئے اُن کے مطابق وہ سزا و جزا دیتا ہے وہ ہرگز کسی کے گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ ایک ادنیٰ انسان اپنے ماتحت کا قصور معاف کر دے۔ مگر وہ خدا اس امر کی طاقت نہیں رکھتا کہ اگر ایک مرتبہ ایک غلطی ہو پھر خواہ کسی قدر بھی پشیمانی اور ندامت کیوں نہ ہو آئندہ کیلئے خواہ کیسی ہی توبہ کیوں نہ کی جائے مگر اس گناہ کی سزا ضرور ملے گی۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ خدا ہمارا خالق نہیں بلکہ جسطرح خدا قدیم ہے اسی طرح روح مادہ بھی ازلی ہے۔ انھوں نے بھی خدا کی صفات کو بھی دوسروں کو شریک گردانا۔ اب خیال ہو تا ہے کہ ایسے خدا کو کیا کرنا ہے جو واحد و یکتا نہ ہو جس کی صفات میں دوسرے بھی شریک ہوں وہ ناقص خدا ہے جس کی ہمکو ضرورت نہیں۔ (باقی آئندہ)

ہر ایک احمدی مبلغ ہے

(از مولوی عبدالکریم صاحب جالندھری مولوی فاضل)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے یہ الفاظ احباب کو یاد ہوں گے۔ یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ میں صرف بطور یاد دہانی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تا ہر ایک احمدی بھائی غور کر سکے کہ کیا اس نے اپنے آپ کو مبلغ سمجھا ہے یا نہیں؟ قومی ترقی ہرگز نہیں ہو سکتی جبتک قوم کا ہر ایک فرد اپنے آپ کو مبلغ نہ خیال کرے اور یہ خیال دور نہ کرے کہ یہ کام چند علماء کا ہے جو لوگوں کو احمدیت کی طرف بلاتے ہیں

تاریخی اوراق پر نظر ڈالتے ہوئے اگر ہم ان قوموں کی سٹڈی کریں جنھوں نے کسی وقت کوئی ترقی حاصل کی ہے تو ہمکو یہی معلوم ہوتا ہے کہ قومی ترقی تبھی ہو سکتی ہے جبکہ قوم کا ہر فرد اپنے قومی مقصود کے حصول میں کوشاں ہو۔ آپ لوگ غور کریں تمام دنیا پیاسی ہے اگر چند لوگ اس کام کو کریں تو کیا تمام دنیا تک وہ اس پیغام کو پہنچا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اس جہاد میں جبتک تمام حصہ نہ لینگے تب تک دنیا کو اس مصلح کا علم نہیں ہو سکتا۔ اور دنیا اس نعمت سے محروم رہے گی۔ جس نعمت کو خدا نے اس زمانہ میں عطا فرمایا ہے۔

اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ دیا اور پھر اس کے قبول کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی ہم خدا کی اس نعمت پر جسقدر بھی شکر کریں کم ہے سچ تو یہ ہے کہ ہم خدا کی اس نعمت کا شکریہ ادا ہی نہیں کر سکتے ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں انسان اس نعمت کو ترستے ترستے اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ آج خدا نے ہم پر فضل کیا کہ ہمکو یہ زمانہ میسر آیا۔ ہمارا فرض ہے کہ اس نعمت کی قدر کرتے ہوئے دنیا کو اس نور سے منور کرنے کی کوشش کریں جس سے خدا نے ہم کو منور کیا ہے اس چشمہ سے سیراب کریں جس سے ہم خود سیراب ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ** متقین کی یہ صفت ہے کہ جو کچھ ہم ان کو دیتے ہیں اس سے وہ دوسروں پر بھی خرچ کرتے ہیں اگر دولت دی ہے تو وہ فقراء و غرباء کو محروم نہیں رکھتے اگر علم دیا ہے تو دوسروں کو بھی پڑھاتے ہیں اگر طاقت دی ہے تو دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔ غرضیکہ جو چیز بھی دی ہے اس سے وہ خرچ کرتے ہیں

سب سے بڑی نعمت

جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہمکو عطا فرمائی ہے وہ حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہونا ہے **مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ** کے حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا فرض ہے کہ دوسروں کے اس جماعت میں شامل ہونے کا سبب بنیں۔

آج دنیا پیاسی ہے اور شدت پیاس سے تڑپ رہی ہے خدا نے ہمکو آسمانی بارش سے سیراب کیا۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو سیراب کریں۔ لوگوں کی حالتیں چیخ چیخ کر استدعا کر رہی ہیں کہ ہم ظلمت کے گڑھے میں ہیں ہم کون سے بحر ضلالت میں غرق ہو گئے ہیں کوئی ہمیں نجات دے ہمارا فرض ہے کہ لوگوں تک اس بات کو پہنچا دیں کہ

زمانہ کا مصلح آگیا، خدا کا نبی آگیا۔ مسیح آگیا

امام وقت آگیا

جس کا جی چاہے مانے۔ جس کا جی چاہے انکار کرے۔ منوانا ہمارا کام نہیں۔ صرف پہنچانا ہمارا کام ہے۔ **وما علینا الا البلاغ** خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم اس اہم فرض کو پہنچائیں۔ آمین۔

معذرت

میں ایک ضروری کام سے سیالکوٹ گیا تھا جس کی وجہ سے ۷ تاریخ کا پرچہ لیٹ ہو گیا۔
اب ۷ اور ۱۴ کا پرچہ اکٹھا ہی شائع کیا جاتا ہے

خوشخبری

جناب عبد الرحمٰن صاحب اور جناب سید عبد اللہ صاحب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ بری ہو گئے
اور ۷ جولائی کو مع الخیر دارالامان پہنچ گئے

درخواست دعا

محمد حبیب کاتب کو درد سر کا دورہ میں مبتلا ہے احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(ایڈیٹر الحکم کا ایک لیکچر)

برادرانِ اسلام و عزیزانِ وطن! میں چاہتا ہوں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرۃ پر کچھ بیان کروں۔ یہ مضمون میرے لئے جسقدر لذیذ اور دلچسپ بلکہ خوش کن ہے اسی قدر زیادہ بحث طلب اور وسعت چاہتا ہے اس تھوڑے سے وقت میں جو مجھے مل سکتا ہے اس عظیم الشان کامل انسان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرت کا میں بہت ہی مختصر حصہ آپ کو سنا سکتا ہوں میں نہایت افسوس اور دلی رنج کے ساتھ اس امر کو ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی حالت علمی اور عملی پہلو سے ایسی گر گئی ہے کہ وہ اپنے سید و مولیٰ۔ آقا اور محبوب کے حالات زندگی سے ناواقف ہیں اور بہت ہی تھوڑے لوگ ہوں گے جنھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک اور مطہر زندگی پر غور کن نظر کی ہو۔ اور اسے ایک قابل قدر مضمون سمجھ کر مطالعہ کیا ہو اور اس سے بھی بڑھکر افسوس ہے اُن لوگوں پر جنھوں نے تصنیفات و تالیفات کے اہم کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو سلیس اردو میں لکھ کر وہ اپنے بھائیوں کے ہاتھ میں نہ دے سکے اس کے بعد اس کی اشاعت کی طرف بھی جہاں تک میرا خیال ہے توجہ نہیں ہوئی۔ بہر حال مسلمان (الا ماشاء اللہ) اپنے محبوب و مولا آقا کے حالات زندگی سے ناواقف ہیں اور یہ امر میرے جیسے ذاتی کے آدمیوں کے لئے سخت رنجدہ ہے۔ خصوصاً اُن ایام میں جبکہ قسم قسم کے ناپاک حملے ہو رہے ہیں۔ اس وقت بھی اور ہمیشہ ضرورت رہی ہے اور رہے گی کہ مسلمانوں کے بچے۔ ان کے جوان۔ ان کے بوڑھے ان کی عورتیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی سے واقف ہوں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسی رنگ میں رنگین کرنا چاہا ہے اور اسلام کی جو غرض و غایت ہے اُسکا اکمل اور اتم نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن اگر ہم آپکے حالات سے ناواقف ہیں تو اس نمونہ سے کیا فائدہ اُٹھا سکیں گے

صاحبان! اس دنیا کا جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمکو اپنی مشیت سے رکھا ہے) نظام ہی ایسا بنایا ہے کہ بغیر مل کر رہنے اور صحیح تمدن کے اس کا کارخانہ بارونق نہیں ہو سکتا یہ بالکل سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ جنگلی جانوروں کی طرح ہماری فطرت بھی ایسی ہی بنا دیتا کہ ہر ایک کا سود و زیاں اسکی اپنی ہی ذات سے وابستہ ہوتا جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ حیوانات کی ضرورتیں اُن کے پیٹ اور خرشگاہ سے آگے نہیں جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں تمدن کی ضرورت نہیں انسان کا باہم ملکر رہنا اور متمدن ہستی ہونا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ اس کی

خواہشوں اور تقاضوں کی کوئی حد بست نہیں ہے۔ فی الحقیقت یہی ایک ہستی ہے جس کی خواہشوں کا حلقہ مرئی اور مشہود چیزوں سے بہت آگے نکل گیا ہے اور یہ ہمیشہ اَن دیکھی خواہشوں اور غیب کی تلاش میں رہتا ہے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انسان مل کر رہیں اور اس کا نام ہی انسان رکھا جس کے معنی ہیں دو محبتوں کا مجموعہ۔ ایک

محبت اپنے خالق کے ساتھ

اور دوسری اپنی نوع کے ساتھ اسی فطرت کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مذہب اسلام پسند کیا جیسا کہ فرمایا:۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

اور اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ مختصر الفاظ میں یہ کہ انسان قربانی کی طرح اپنی گردن اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے رکھدے اور اس کے وجود کے تمام پرزے اور نفس کی تمام قوتیں اسی کام میں لگ جائیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے ایک وقت تام اختیار کرے ایک طرف یہ وقف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جس میں اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم پائی جائے۔ دوسری طرف اس کی مخلوق کے لئے جس میں شفقت علی خلق اللہ ہو۔ غرض انسان مختلف مذاق اور طبیعتیں رکھتا ہوا بھی ایک متمدن ہستی بنایا گیا ہے اور باہم ملکر رہتا ہے اور رہنا چاہتا ہے ایسی حالت اور صورت میں باہم تخالف طبائع کی وجہ سے فساد کا ہو جانا بالکل ممکن نہیں ضروری تھا۔ اس لئے انتظام کو درست رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے

نفوس قدسیہ

ارسال کئے ہیں جن کا ایک حصہ اوپر سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسرا حصہ نیچے سے یعنی وہ خدا اور انسان میں بطور واسطہ ہوتے ہیں اور وہ اس قسم کے انسان ہوتے ہیں جن کی فطرت نے کچھ حصہ صفات لاہوتی سے لیا ہو اور کچھ حصہ صفات ناسوتی سے تا بباعث لاہوتی مناسبت کے خدا سے فیض حاصل کریں۔ اور بباعث ناسوتی مناسبت کے اس فیض کو جو اوپر سے لیا ہے نیچے کو یعنی بنی نوع کو پہنچا دیں۔

اس مقام پر لاہوتی اور ناسوتی اصطلاحوں کی کسی قدر شرح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے مگر میں اس [illegible] تصوف کے اسرار بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا اور نہ اس کو جگہ ہے علاوہ اسکے جو کچھ میں نے اپنے اس مرحلہ اور مقام کے متعلق اپنے مرشد و آقا سے سمجھا ہے اور جو عام فہم ہے اُسے ہی بیان کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

انسان اپنی طبعی حالت میں سلوک کی پہلی منزل پر ہوتا ہے اور رکھاتا ہے پیتا ہے چلتا ہے سو اسی حالت میں ہوتا ہے کہ ناگاہ حضرت باری کی نظر اس پر پڑتی ہے اور وہ ایک جذبہ قویہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور ایک واعظ باطنی اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اسی وجہ سے وہ مجذوب کہلاتا ہے اور لاہوتی حالت سالک کی انتہائی حالت ہوتی ہے۔ اس میں صرف یہی نہیں کہ وہ اپنے ہوا و ہوس سے

خلاصی پا لیتا ہے بلکہ بکلی اپنی ہوا و ہوس اور نیز اپنے ارادے سے محو ہو جاتا ہے۔ تب انسان خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے جیسا مردہ بدست زندہ۔ اور الوہیت اس فانی پر اپنی تجلیات تامہ ذاتی ہے اور ارادات ربانی علیٰ وجہ البصیرۃ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف صاحب علم صحیح ہوتا ہے اور ہر ایک ابتلا اور آزمائش سے باہر آجاتا ہے اور یہ رتبہ ملک سے بھی بدتر ہے بلکہ وہ ملائکہ کا بھی مسجود ہو جاتا ہے۔ یہ اعلیٰ مقام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہوا ہے اور قرآن مجید ان ہر دو مقامات کی طرف اشارہ کرتا ہے:۔

قل انما انا بشر مثلکم

کہدو۔ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ یہ اسی ناسوتی تعلق اور مناسبت کا ذکر ہے۔ اور پھر فرمایا یوحیٰ الیّ یہ اس لاہوتی مقام کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں کامل بصیرت اور کامل صلاحیت عطا ہوتی ہے اور وجود بشری بالکل اُٹھ جاتا ہے اور کوئی حجاب اللہ تعالیٰ کا اُس کے درمیان حائل نہیں ہوتا اور اس حالت میں

معرفت کامل

ہوتی ہے اور عارف کا اکل و شرب اور ہر ایک ما بہ الاحتیاط اس کے شعور اور ارادے سے نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک پودے کی طرح بے حس و حرکت ہوتا ہے۔ مالک خود اس کی آبپاشی اور نگہداشت کرتا ہے اس کو اس طرف خیال بھی نہیں آتا کہ میں کیا کھاؤں گا اور کیا پیوں گا۔ بلکہ خود خداوند کریم اس ہستی اور وجود کا جو الٰہی محبت کے تحت جذبہ سے یکبارگی اپنے وجود اور نفع نقصان کی فکر سے کھویا گیا ہے آپ متولی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دوستوں کا آپ دوست اور اس کے دشمنوں کا آپ دشمن بنجاتا ہے۔ غرض اس کے سب کاموں کو آپ سنبھالتا ہے اور آپ اس کی نگہداشت اور تربیت فرماتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام جو قرب الٰہی کا سب سے اعلیٰ مقام ہے حاصل ہوا ہے اور چونکہ مقام شفاعت یہی ہے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی حقیقی شفیع ہیں۔ غرض وہ نفوس قدسیہ جو انسان اور خدا کا واسطہ ہوتے ہیں اُن کو دو تعلق عطا کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت تامہ کی وجہ سے اس فیض کو کھینچتے اور پھر مخلوق کی محبت تامہ کی وجہ سے وہ فیض ان تک پہنچاتے اسی مقام کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ یعنی یہ رسول خدا کی طرف چڑھا اور جہاں تک امکان میں ہے خدا تعالیٰ سے نزدیک ہوا اور خدا تعالیٰ سے نزدیک ہوا اور قرب الٰہی کے تمام کمالات کو طے کیا اور لاہوتی مقام سے پورا حصہ لیا۔ اور پھر ناسوتی مقام کی طرف رجوع کیا یعنی عبودیت کے انتہائی نکتہ تک اپنے تئیں پہنچایا اور بشریت کے پاک لوازم یعنی بنی کی ہمدردی اور محبت سے جو ناسوتی کمال کہلاتا ہے۔ پورا حصہ لیا۔ لہذا خدا تعالیٰ کی محبت میں ایکطرف کمال تک پہونچایا۔ پس چونکہ وہ

بقیہ ص ۷

کامل طور پر وہ خدا سے قریب ہوا پھر کامل طور پر نوع انسان سے قریب ہوا اسلئے دونوں طرف سے ساوی قرب کی وجہ سے ایسا ہو گیا جیسے [illegible] میں ایک خط بیضے وتر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ کمال محبت اور ارتباط اور فنافی اللہ ہی کا جذبہ تھا۔ جو آپ کیلئے قرآن مجید فرماتا ہے

ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ

اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ شدید محبت اور مناسبت تھی۔ جو آپ کے منہ سے نکلتا ہے انما انا بشر مثلکم مختصر یہ کہ ان لوگوں میں (جو انسان خدا کے درمیان بطور واسطہ ہوتے ہیں اور نوع انسان کے تزکیہ اور اصلاح کے لئے مامور ہو کر آتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کمالات نبوت و رسالت ختم ہو گئے اور نہ صرف نبوت و رسالت کے کمالات بلکہ کامل انسانیت بھی آپ ہی کی ذات والاصفات پر ختم ہو گئی ہیں اسی

کامل انسان کامل مزکی

معلم کی سیرت کی چند باتیں تمہیں سنانی چاہتا ہوں اور میری غرض اس سے یہ ہے۔ تاہم میں اپنے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی معلوم کرنے کا جوش اور جذبہ پیدا ہو۔ اور پھر اس جوش سے ہم آپ کی کامل اتباع کی کوشش کریں۔

صاحبان! مجھے قرآن مجید کے ساتھ ایک خاص محبت ہے اور میں اس امر کو تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ قرآن مجید کے سمجھنے کا ایک ذوق سلیم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک اسلئے میں اپنے اس بیان کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق ہے قرآن شریف سے ہی مبرہن کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے اس مضمون کے شروع میں کہا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر حرکت و سکون آپ کا ہر قول و فعل ہمارے لئے نہیں بلکہ کل نوع انسان کے لئے ایک کامل اور عمدہ نمونہ ہے۔ جس سے بہتر اور ممکن ہی نہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک ورق اور ایک واقعہ ہمارے ہاتھ میں نہ ہوتا تو فقط اتنا ہی حصہ ایک آیت کا دنیا میں موجود ہوتا۔ تب بھی آپ کی سیرت کمال خوبصورتی کے ساتھ دنیا میں پیش ہو سکتی تھی۔ کیونکہ فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے الفاظ میں جو خوبصورتی اور مضمون بھر دیا گیا ہے۔ میں قدرت نہیں رکھتا کہ اسوقت پوری وضاحت سے اس کو بیان کر سکوں۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ جس قدر آداب و اخلاق کی کتابیں، حقوق و فرائض کے قوانین دنیا کی متمدن قوموں نے آج وضع کئے ہیں یا قیامت تک ضرورت وقت کے لحاظ سے لکھی جائینگی نیکی اور خوبی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہونگی مع آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طرز عمل ملیگا اور اس سے بہتر کبھی کوئی ہدایت نہ مل سکیگی۔

یہ معمولی بات نہیں معمولی دعویٰ نہیں جو ہر شخص کے منہ سے نکل سکے اور ہر شخص کے لئے کیا جا سکے تیرہ سو سال سے زائد یہ تحدی

خدا تعالیٰ کی مجید کتاب

میں موجود ہے۔ زمانہ نے بہت بڑی ترقی کی ہے تہذیب و شائستگی کا زمانہ اس زمانہ کا نام رکھا جاتا ہے (اگرچہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ جاہلیت کی طرف زمانہ آ گیا ہے) لیکن ابھی تک کوئی ایسی بات جو اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور انسانی کمال اور روحانی ترقی کی ہمارے سامنے نہیں آئی جس کی نظیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے نہ ملتی ہو۔

یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا آئینہ ہے اور اس کی وقعت اور عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ ہدایت کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہیں کھینچا گیا تھا۔ یا آپ کسی خاص بدی یا برائی کی اصلاح کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے قرآن مجید سے اور کتب سابقہ کے مطالعہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے پہلے جس قدر نبی آئے تھے وہ کسی خاص قوم اور ملک کے لئے آتے تھے اور بعض خاص خاص برائیوں کی اصلاح کیلئے آئے مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آپ کیلئے جو ماموریت کا پروانہ نازل ہوتا ہے وہ

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔

کے الفاظ اپنے اندر رکھتا ہے کہنے کو تو یہ چند لفظ ہیں۔ اور ایک اندھا حقائق سے ناآشنا شخص کہہ سکتا ہے کہ معمولی بات ہے مگر جو دل رکھتا ہے وہ سمجھتا ہے اور جو کان رکھتا ہے وہ سنتا ہے اور جو آنکھیں رکھتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ یہ معمولی الفاظ نہیں ہیں اگر یہ معمولی الفاظ تھے یا ہو سکتے ہیں تو بتاؤ موسیٰ ابن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام یا عیسیٰ ابن مریم کیوں یہ لفظ نہیں بولتے کیوں ایک اولاد اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے رستگاری دینا اپنا مشن قرار دیتا ہے اور دوسرا اسرائیل گمشدہ بھیڑوں کی تلاش اپنا کام بتاتا ہے؟ اس کی جڑ یہی ہے کہ جس کو یہ قوت یہ طاقت اور منصب نہیں ملا وہ کیوں کر کہہ سکتا ہے کہ میں

نوع انسان کیلئے رسول

ہو کر آیا ہوں۔ اسلئے بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ لکھتا ہوں کہ کسی نبی کو یہ قوت اور یہ شوکت و جلال نہیں ملا۔ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ اس مشن اور رسالت کا بار گراں اٹھانیوالا ایک ہی وجود تھا۔ جس کے دل و دماغ میں اس رسالت کے دائرہ کی وسعت کے موافق قوت اور طاقت موجود تھی اور یہی وہ سر ہے جس کو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے قرآن مجید میں دو عظیم الشان نبیوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک کا نام موسیٰ علیہ السلام دوسرا صاحب قرآن جو مثیل موسیٰ کہلایا ہے مگر موسیٰ ابن عمران دعا کرتے ہیں رب اشرح لی صدری اے میرے رب میرے سینہ کو کھول دے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محل انعام میں ذکر ہوا الم نشرح لک صدرک۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہم نے تیرا سینہ کھول دیا ہے

(باقی آئندہ)

اکسیر الاجسام کے متعلق مزید ہدایات

اور

بعض احباب کے اعترافی خطوط

جن احباب نے دوائی اکسیر الاجسام کھانی شروع کر دی ہے اور انہیں کھاتے ہوئے ایک ہفتہ سے زائد ہو چکا ہے۔ وہ بلا توقف اپنی خوراک ایک ایک چاول تک بڑھا دیں اور زائد از ایک چاول سے تجاوز نہ کریں۔ ترش لسی دہی چھاچھ وثقیل چیزوں کے استعمال سے حتی الامکان پرہیز کریں کھانا کھانے کے درمیان کثرت آب نوشی سے بچیں۔ بلکہ کھانے کے کم از کم ایک گھنٹہ بعد پانی پیا جاوے تو معدہ کی حفاظت کے لئے بہت مناسب ہو گا۔ دودھ جس قدر چاہیں مناسب مصری یا چینی ڈال کر پی سکتے ہیں مگر دودھ پکا ہوا ہونا چاہیئے۔

دوائی کے فعل کو قوی تر بنانے کیلئے غیر معمولی مقوی اغذیہ کے کھانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ غذا حسب معمول اور حسب عادت ہونی چاہیئے دوائی کھانے سے کم از کم تین گھنٹہ بعد کھانا کھایا جائے غرضکہ جہاں تک ممکن ہو معدہ کی حفاظت کی جائے کیونکہ یہ دوائی پہلے معدہ اور جگر کی اصلاح کریگی اگر معدہ کی حالت خراب رہی یعنی ثقیل غذاؤں کے ساتھ معدہ ہمیشہ مصروف پیکار رہا تو دوائیں اپنا اثر دوسرے اعضاء تک اُس حد تک نہ پہونچا سکیگی جیسا کہ اس کا فرض ہے۔

ناظرین الحکم! مہربانی فرما کر مذکورہ بالا ہدایات اپنے اُن دوستوں تک بھی پہنچانے کی کوشش فرمائیں جو الحکم کے خریدار نہیں مگر اکسیر الاجسام کے خریدار اُن کی تحریک یا فقط اخبار کو سرسری طور پر دیکھنے سے ہوئے ہیں۔

بعض احباب نے دوائی کے تین اور بعض نے چار خوراکیں کھا کر اور بعض نے ایک ہفتہ کے استعمال کے بعد پُرشوکت الفاظ میں مجھے خطوط لکھے ہیں اگر اُنھوں نے ازراہ مہربانی اس عاجز کو اجازت دی تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی دوسرے موقعہ پر خدا علیم ہے اپنی شہرت کی غرض سے نہیں بلکہ افادۂ نوع انسان کے لئے مختصراً ان کے اپنے الفاظ میں شائع کروں گا۔ فی الحال اُن کی طباعت قبل از وقت خیال کرتا ہوں۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس ناچیز دوائی کو اپنے مخلص اور گنہگار بندوں کے لئے با اثر اور بابرکت ثابت کرے۔ والسلام

خاکسار

منیجر اکسیر الاجسام

دار الفضل قادیان

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کے لئے اور کونوا مع الصادقین کے ارشاد پر عمل کرکے اس کے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے ایک عجیب نسخہ یہ بھی ہے کہ

حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی پڑھو

ان حالات زندگی سے معلوم ہوگا کہ آپ کس خاندان میں پیدا ہوئے اور آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کن حالات میں ہوئی اور آپکے مشاغل زندگی کیا تھے؟ خدا تعالیٰ سے اور اسکی مخلوق سے ان ایام میں آپکے تعلقات کس قسم کے تھے۔ آپ کی سوانحعمری کے دو حصے اس قسم کے مضامین پر مشتمل شائع ہو چکے ہیں اور حیات النبی کے نام سے موسوم ہیں قیمت دو جلد دو روپیہ آٹھ آنے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل و اخلاق

سوانح زندگی کے ساتھ جو چیز خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں۔ اسلیے وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی سیرت اور آپکے کریکٹر کی اعلیٰ شان کا علم حاصل کریں تو

سیرت مسیح موعود علیہ السلام

کا مطالعہ ضروری ہے۔ جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ یہ شمائل و اخلاق کی جلد کا پہلا حصہ ہے۔ جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات اور آپکے فلسفہ اخلاق کا امتیاز اور آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے اور سعادت مند اور شریف الطبع تعلیمیافتہ جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہوسکتی ہے۔ قیمت صرف عہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مکتوبات اپنی زندگی میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور مبلغین کو لکھے اور اپنے مخالفین اور دوستوں کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے ہیں وہ اس وقت تک چھ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں اور چار جلدیں اس سلسلہ کی اور باقی ہیں۔

یہ خطوط جو دوستوں کو لکھے ہیں اپنے اندر ایک زندگی کی روح اور قوت رکھتے ہیں اور نہایت بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہیں۔ تصوف کی حقیقت اور قرب الٰہی کے حصول کے سادہ اور آسان طریق غرض عجیب عجیب مضامین پر بحث ہے۔

خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان اور دعاؤں کی قبولیت کے راز اور دعاؤں کے اثر اور قوت کے اعجاز کا ایک لطیف بیان ان میں ملیگا اور جو خطوط مخالفین اسلام اور سلسلہ کو لکھے ہیں ان میں صداقت اسلام کے زبردست دلائل قرآن مجید اور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعجازی قوت اور جلالی اور جمالی شان کا اظہار پر شوکت الفاظ میں کیا گیا ہے۔ غرض یہ مجموعہ قابل دید ہے ہر جلد کی قیمت جو کچھ بھی سنی ہے ۸ ر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پرانی تحریریں

حضرت مسیح موعود کی وہ تحریریں جو آپنے اپنی بعثت سے پہلے لکھیں تھیں جمع کی جارہی ہیں ان میں ایک حصہ پہلے شائع ہوا تھا اور باقی حصص اب انشاء اللہ یکے بعد دیگرے شائع ہوں گے ان تحریروں میں بعض نہایت عجیب غریب اور قیمتی جواہرات ہیں جن کو دنیا اب کسی قیمت پر بھی پیدا نہیں کرسکتی مگر ایڈیٹر الحکم اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہے کہ

اس کے گھر میں یہ دولت موجود ہے

مگر اس نے ارادہ کیا ہے کہ یہ دنیا کا حق ہے اس کو دیدیا جاوے اسلئے جلد سے جلد شائع کرنے کی انشاء اللہ کوشش کی جاویگی مگر اس کی اشاعت جماعت کے حوصلہ پر موقوف ہے جبتک کم از کم ایک ہزار درخواست نہ ہو میں انہیں شائع کردوں گا۔ انہیں جواہرات میں سے ایک

قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ ہے

اور ایک پادری مورسین اور سراج الدین عیسائی کی خط و کتابت پر محاکمہ ہے ان میں سے ہر ایک قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ ہوگی۔

احباب درخواستیں بھیجیں اور یہ تمام کتابیں منیجر اخبار الحکم کے نام درخواست بھیجنے پر ملینگی! قادیان

فاحفظہ فانہ من الاسرار المخفیہ

دوائی اکسیر الاجسام تیار ہو گئی

جس دوائی کی تیاری کے لئے سال اسبق سے کوشش ہو رہی تھی بالآخر وہ ناظرین الحکم کے بڑھتے ہوئے اشتیاق کیوجہ سے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جیسی کہ توقع تھی اب بالکل تیار ہو کر سلسلہ وار خریداران کی خدمت میں جا رہی ہے۔ ہر چند دوائی مذکور بہمہ وجوہ ترتیب اجزاء و تجربہ و ساخت کے لحاظ سے اپنی صفات سے متصف ہے جیسا کہ ذیل میں احباب کی واقفیت کیلئے مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی تاثیر اور برکت شافی مطلق کے فضل پر موقوف ہے اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ کس قدر دیانت کے ساتھ لاانتہا محنتوں اور مشقتوں سے یہ دوائی تیار ہوئی ہے کیونکہ یہ میرا فرض تھا اور یہ توفیق بھی اسی حکیم مطلق کی طرف سے ملتی ہے جس نے خشک گھانسوں اور جڑی بوٹیوں میں وہ تاثیر پنہاں کر رکھی ہے جن کے استعمال سے ایک شان خدا نظر آتی ہے طریق استعمال کا ذکر علیحدہ پرچہ میں کیا گیا ہے جو دوائی کے ہمراہ بھیجا جاتا ہے۔ دوائی کی مقدار میں پچاس سے زیادہ خریدان کی گنجائش رکھی گئی ہے امید ہے کہ صاحبان خریدار اکسیر الاجسام ایک ماہ کے استعمال کے بعد اپنی قیمتی آراء سے منیجر اکسیر الاجسام کو مطلع فرما کر مشکور فرمائینگے + یہ دوائی جو اسرار مخفیہ میں سے ہے بلا مبالغہ رفتہ طاقت کو واپس لانے والی دوائی اس کے برابر کم تیار ہوگی لاریب۔ یہ ضعف ہضم کو زائل کرکے خون صالح پیدا کرتی اور معدہ کو قوی تریاقی ہی خواہ کتنی ہی مدت کا معدہ کمزور کیوں نہ ہو دودھ جس قدر بھی پیا جاوے ہضم ہو جاتا ہے۔ مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ۔ اور محافظ حرارت غریزی ہے۔ دل و دماغ جگر و گردہ اور مثانہ کی طاقت بڑھانے میں اپنے اندر اعجاز رکھتی ہے اور مثانہ کے تمام امراض اسکے استعمال سے فی الفور دور ہو جاتے ہیں اور اس کے کھانے سے عمر بھر دیگر مقویات کی ضرورت نہ پڑے گی یہ دوائی سیکڑوں اور ہزاروں کے خرچ سے سبکدوش کرنے والی ہے قیمت فی شیشی جس میں تین رتی دوائی ہوگی دس روپے علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے۔ مقدار خوراک ایک دانہ خشخاس سے ایک چاول تک ہو سکتی ہے + غیر شادی شدہ بغیر کسی معقول وجہ کے ہرگز درخواست نہ بھیجیں

اکسیر الاجسام

دیگر اشتہاری ادویہ کی طرح نہیں ہے یہ وہ دوا ہے جو آجتک سینہ بسینہ چلی آئی ہے اور جس کی تین رتی تمام عمر کے لئے کفایت کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے کہ میں نے فوائد اور محنت کے مقابلہ میں اس کی قیمت کے تعین میں کسی قدر ایثار سے بھی کام لیا ہے۔ دوائی بذریعہ وی پی ارسال کی جاتی ہے

تمام درخواستیں بنام منیجر اکسیر الاجسام محلہ دارالفضل قادیان ضلع گورداسپور پنجاب آنی چاہئیں +

المشتہر

منیجر اکسیر الاجسام

دارالفضل قادیان

دارالامان

حبیب احمد قریشی سکرٹری انجمن تبلیغ احمدیہ بریلی فراخدستی اور کاروباری امور میں ترقی کے لئے احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ تمام دوست دعا فرمائیں +